ساحلی ادبی میلہ ’سمندر کے دامن میں‘ کے ساتویں ایڈیشن کا آغاز

پرکشش مقامی اور علاقائی ادیب، شاعر اور صحافی شریک، ۷ نشستیں، ۱۲ کتابوں کی رونمائی

سمندر کے دامن میں ادب کا میلہ سجا، ادبی حلقوں میں خوشی کی لہر

ساحلی شہر کے ادبی حلقوں کا سالانہ میلہ ’سمندر کے دامن میں‘ اتوار کو ساحل پر واقع ٹاؤن ہال کے سامنے والے میدان میں شروع ہو گیا۔ پہلے ہی دن ادیب، شاعر اور صحافی بڑی تعداد میں پہنچے اور شام تک ہال کے باہر بھی کرسیاں کم پڑ گئیں۔ میلے کا افتتاح میونسپل لائبریری کے سامنے لگے سبز پردے کو کاٹ کر کیا گیا۔ اس موقع پر ۱۲ نئی کتابوں کی رونمائی ہوئی جن میں ۴ ناول، ۳ شعری مجموعے اور باقی تحقیقی اور سفری مضامین ہیں۔

میلے کی منتظم ڈاکٹر نگہت سلطانہ نے بتایا کہ اس بار ۷ نشستیں رکھی گئی ہیں جن میں ۱۲ کتابوں کی رونمائی ہوگی۔ ان کے مطابق پچھلے سال ۹ نشستیں تھیں مگر وقت کی کمی کے باعث ۲ نشستیں ملتوی کرنی پڑی تھیں۔ اس بار ہر نشست کا دورانیہ ۴۵ منٹ رکھا گیا ہے تاکہ سوال و جواب کے لیے وقت بچ سکے۔ انہوں نے کہا کہ ’ہم چاہتے ہیں کہ سامع صرف سنے نہیں بلکہ سوال بھی کرے اور بحث میں شریک ہو‘۔

پہلی نشست ناول اور سماجی حقیقت نگاری پر ہوئی جس میں ساحلی شاعر اور ناول نگار سلیم الدین ساحر، افسانہ نگار رخسانہ بتول اور صحافی عارف نواز خان نے گفتگو کی۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور کئی نوجوان کھڑے ہو کر سنتے رہے۔ سلیم الدین ساحر نے کہا کہ ’ناول اب صرف کہانی نہیں رہا بلکہ شہر کی آواز بن چکا ہے‘۔ رخسانہ بتول نے کہا کہ ’عورت کے مسئلے کو اگر ادب میں جگہ نہ ملے تو وہ اخبار کی سرخی بن کر رہ جاتی ہے‘۔ عارف نواز خان نے کہا کہ ’صحافی اور ادیب کا فرق اب مٹ رہا ہے اور یہ اچھی علامت ہے‘۔

دوسری نشست شاعری کے نام تھی جس میں ۶ شاعر شریک ہوئے۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر نگہت سلطانہ نے انجام دیے۔ سامعین کی فرمائش پر ساحر لدھیانوی کی نظم ’چراغ جلتے رہے‘ اور ایک نوجوان شاعر کی غزل کو سب سے زیادہ داد ملی۔ نوجوان شاعر کا نام ابھی ظاہر نہیں کیا جا رہا کیونکہ وہ پہلی بار کسی ادبی محفل میں آیا تھا۔ منتظمین کے مطابق اگر وقت ملا تو اگلے سال اوپن مائیک کا وقت بھی رکھا جائے گا تاکہ نئے لکھنے والے اپنا کلام سنا سکیں۔

میلے کے دوران ساحلی ادب پر ایک الگ نشست رکھی گئی جس میں ماہی گیروں کی بستیوں سے آنے والے ۴ لکھاریوں نے اپنی زبان میں کہانیاں سنائیں۔ ان کی کتابوں کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ساتھ پڑھا گیا۔ ماہر لسانیات ڈاکٹر نسرین اختر نے کہا کہ ’یہ کہانیاں ہمارے ساحل کی اصل تاریخ ہیں جو کتابوں میں نہیں ملتی‘۔ ان کتابوں کی فروخت میں سب سے زیادہ رش اسی نشست کے بعد لگا۔ کئی قارئین نے دستخط کروائے اور تصویر بھی بنوائی۔

بچوں کے لیے الگ گوشہ بھی بنایا گیا جہاں کہانی سنانے اور کاغذ کی کشتی بنانے کی ورکشاپ ہوئی۔ ورکشاپ میں ۴۰ بچوں نے حصہ لیا اور ان کے والدین نے بھی دلچسپی لی۔ منتظمین کے مطابق اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو اگلے سال ہر نشست کے ساتھ بچوں کا ایک گوشہ مستقل طور پر رکھا جائے گا۔ ٹکٹ کی آمدنی سے ہال کا کرایہ اور چائے کا خرچ پورا ہوا اور کچھ رقم بچ بھی گئی جو اگلے میلے کے لیے محفوظ کر لی گئی ہے۔

میلے کے آخری دن مشاعرہ ہوا جس میں ۱۲ شاعر شریک ہوئے۔ صدارت ڈاکٹر نگہت سلطانہ نے کی۔ مشاعرہ رات ۹ بجے شروع ہو کر ۱ بجے تک چلا اور سامعین کی تعداد آخر تک برقرار رہی۔ منتظمین کے مطابق اس میں ۳۰۰ کے قریب لوگ شریک ہوئے جو ہال کے اندر اور باہر کھڑے تھے۔ اس مشاعرے کی ویڈیو ریکارڈنگ یوٹیوب پر اتوار کی صبح تک ۲ ہزار بار دیکھی جا چکی تھی۔ منتظمین کے مطابق یہ تعداد ان کے لیے حیران کن ہے۔

اختتامی تقریب میں بہترین کتاب، بہترین نشست اور سب سے زیادہ شرکت کرنے والے ادیب کے لیے ایک علامتی ایوارڈ دیا گیا۔ ایوارڈ ساحل کے کاریگر ہنرمند اور ماہی گیر برادری کے بزرگ ہنرمند کے بنائے ہوئے ہیں جو لکڑی پر ہاتھ سے کندہ کیے گئے ہیں۔ منتظمین نے اعلان کیا کہ اگلا میلہ ’سمندر کے دامن میں‘ اگلے سال جون کے پہلے ہفتے میں ہوگا اور اس بار ۹ نشستیں رکھی جائیں گی۔ تفصیلات کے لیے ای میل کا پتہ بھی جاری کیا گیا ہے۔

ساحلی ادب کانفرنس میں ’سمندر کے دامن میں‘ کا ساتواں ایڈیشن